

آوارہ پرندہ
نمبر 3453
ایک خطبہ
شائع شدہ بروز جمعرات، 8 اپریل 1915
مقرر: سی۔ ایچ۔ اسپرچن
مقام: میٹروپولیٹن عبادت گاہ، نیوٹنگٹن

"جیسے پرندہ اپنے گھونسلہ سے بھٹکتا ہے، ویسے ہی وہ انسان ہے جو اپنی جگہ سے بھٹک جائے۔"
(امثال 8:27)

سلیمان نے مشاہدے کی بنا پر یہ کلام فرمایا۔ اُس نے کچھ ایسے اشخاص کو دیکھا جو آوارہ مزاج تھے، اور اُس نے جانا کہ وہ شاذ و نادر ہی فلاح پاتے ہیں، یا کبھی بھی کامیاب نہیں ہوتے۔ علاوہ ازیں، اُس نے یہ کلام الہام کے تحت بھی کہا، نہ صرف مشاہدہ کی بنیاد پر؛ پس فلسفی کی دانائی یہاں واعظ کی سچائی سے تقویت پاتی ہے۔

پس ہم اس ضرب المثل کو یوں لے سکتے ہیں: اولاً، بطور اُس انسانی حکمت کے جو طویل تجربے سے حاصل ہوئی؛ اور پھر، دوم، بطور اُس الہی حکمت کے گواہ کے جو ہمیں معصوم مکاشفہ کے ذریعہ پیش کی گئی ہے۔

یہ اصول اُن معاملاتِ حیات پر بھی لاگو ہوتا ہے جو روزمرہ کی زندگی سے تعلق رکھتے ہیں، اور اُن بلندتر مقاصد پر بھی جو ہماری روحانی بہبودی سے وابستہ ہیں۔

I

یہ دانائی کی صدا ہے۔ :

روزمرہ زندگی کے معاملات میں ہم سلیمان کو اُس کے بیان میں برحق سمجھتے ہیں کہ
"جیسے پرندہ اپنے گھونسلہ سے بھٹکتا ہے، ویسے ہی وہ انسان ہے جو اپنی جگہ سے بھٹک جائے۔"

وہ شخص، جو بار بار اپنی حالت اور مقصد کو بدلتا ہے، اُس کے ذہن کی بے قراری اور چال چلن کی بے ثباتی اُس کے کسی بھی منصوبہ میں کامیابی کی نوید نہیں دیتی۔ جب تک وہ نہایت دانائی سے تبدیلی نہ کرے، اور اُس کے پاس اُس کے لیے پُر معقول دلیل نہ ہو، وہ اپنے حال کو بدل کر بگاڑ میں گرے گا، جس طرح پرندہ اپنے گھونسلے کو چھوڑ کر آوارہ ہوتا ہے۔

بعض اشخاص اپنے وطن کو چھوڑتے ہیں اور اپنے آبائی ساحلوں سے پرواز کرتے ہیں۔ یہ کوئی بری بات نہیں، کیونکہ اس سے قومیں وجود میں آئیں، اور بیابانوں میں آبادی ہوئی۔ جب کوئی مرد اپنے بڑھتے ہوئے کنبہ کے لیے اپنے ملک میں روزی مہیا کرنے سے قاصر ہو، تو اُس کے لیے ایک نہایت حکیمانہ تدبیر یہ ہے کہ وہ سمندر پار جائے اور کسی دوسری سرزمین میں نفع بخش محنت کا سامان کرے۔

لیکن بعض طبیعتیں ایسی خانہ بدوش ہوتی ہیں کہ وہ اپنے گھر میں کبھی تسلی نہیں پاتیں۔ انہیں یہ یقین ہوتا ہے کہ اگر وہ کسی اور فضا کے نیچے ہوتے، تو ضرور کامیاب ہوتے، حالانکہ عموماً یہ حقیقت ہے کہ جو شخص انگلستان میں کامیاب نہیں ہو سکتا، وہ کسی اور جگہ بھی کامیاب نہ ہوگا۔ اور اُن میں سے اکثر جو دیار غیر کو روانہ ہوتے ہیں، دل سے چاہتے ہیں کہ کاش وہ پھر اپنے وطن لوٹ سکتے۔

اگر کوئی شخص خداوند سے گہری مشورت کیے بغیر اور معاملہ کو طول طویل تولے بغیر، محض دنیاوی منفعت کے لیے، اُن مسیحی برکتوں کو چھوڑے جو اس سرزمین میں اُسے حاصل ہیں—جہاں عبادت گاہیں بکثرت ہیں، اور خوشخبری کی منادی نہایت صراحت سے کی جاتی ہے—تو میں کہتا ہوں، یہ بُرا ہے۔ گو بظاہر اُسے مالی فائدے ہوں، مگر اُس کے لیے لازماً روحانی نقصان بھی ہوگا۔

ایسا شخص روانگی سے پیشتر نہایت فکر اور دعا کرے، ورنہ شاید وہ خود کو آسٹریلیا میں پائے، اور وہاں نیو زیلینڈ کو ترسے، اور جب وہاں بھی کامیاب نہ ہو، تو امریکا کے لیے تڑپے، اور وہاں بھی اگر کامیابی نصیب نہ ہو، تو پھر پرانے انگلستان میں لوٹنے کی تمنا کرے—اور یوں اپنی عمر کے قیمتی ایام اسی کشمکش میں کھو دے کہ وہ کہاں رہے۔

یہی بات پیشہ کی تبدیلی کے بارے میں بھی درست ہے۔ بعض اشخاص آج ایک کام میں لگے ہوتے ہیں، مگر کل تم نہیں جانتے کہ وہ کیا ہوں گے۔ انہیں یقین ہوتا ہے کہ چونکہ وہ اس میں کامیاب نہ ہوئے، تو ضرور اُن کی تقدیر کسی اور شعبہ میں ہے۔ اور چونکہ وہ ایک کاروبار میں نہ پہلے، وہ سوچتے ہیں کہ اُن سے کوئی خطا ہوئی ہے—اور اگر وہ کسی اور راہ میں چلیں تو ضرور کامیاب ہوں گے۔

اب اگر کوئی شخص واقعی اپنے ہلانے گئے پیشہ میں نہیں، تو اُسے ضرور اُس کو چھوڑ دینا چاہیے؛ مگر پہلے اُسے کامل یقین کر لینا چاہیے کہ وہ اُس کا بلاوا نہیں، ورنہ وہ الہام کے صریح الفاظ کے برخلاف گناہ کرے گا۔

رسول پولس فرماتا ہے:
"ہر ایک شخص اُسی ہلانے میں قائم رہے جس میں وہ ہلایا گیا تھا۔"

یعنی یہ کہ جب تُو ایمان لایا، جس پیشہ یا کام میں تُو مصروف تھا، اُسے جلدبازی یا بے جا بے تابی سے ترک نہ کر—اُسی میں تُو خُدا سے رفاقت کا لطف اُٹھا سکتا ہے۔

لیکن اگر تُو بادل کے چلنے سے پیشتر خود دوڑ پڑے، اور خودسری کے گھمنڈ سے اُس راہ سے نکل جائے جو خدائی مصلحت نے تیرے لیے مقرر کی ہے، تو یقیناً تُو نقصان اُٹھائے گا۔ ہمارا فرض پیروی کرنا ہے، پیشوائی کرنا نہیں۔ جہاں راہ صاف دکھائی دے، وہیں جانا چاہیے؛ لیکن جب تک راہ واضح نہ ہو، اُسی گھونسلے میں ٹھہرے رہنا بہتر ہے۔

یہ بات اُن پر بھی صادق آتی ہے جو ہمیشہ اپنی حالت اور صحبت کو بدلنا چاہتے ہیں—آقا جو کبھی اپنے نوکروں سے راضی نہیں، اور خادم جو ہمیشہ اپنے مالکوں سے ناخوش رہتے ہیں۔ ہم ایسے کئی لوگوں کو جانتے ہیں جو کہتے ہیں، ”میرے مقام پر بہت سی آزمائشیں ہیں—میں کوئی اور جگہ آزماؤں گا۔“

اے عزیزو، میں نہیں جانتا کہ تم اس میں برحق ہو۔ وہ آزمائشیں جو مجھے ستاتی ہیں، میں انہیں سہہ لوں، بہ نسبت اُن نئی آزمائشوں کے جن کا حال مجھے معلوم نہیں۔ موجودہ دکھ میں، میں اپنی کمزوری جانتا ہوں، مگر دوسری آزمائش میں، میں کس طور لڑکھڑاؤں گا، یہ علم نہیں۔ میں تمہیں نصیحت کرتا ہوں کہ آزمائشیں بدلنے سے پہلے سوچ سمجھ سے کام لو، کیونکہ دُنیا میں یہ تبادلہ ہی تمہارا واحد اطمینان ہوگا۔

آفتاب کے نیچے سب کچھ باطل ہے۔ تمام خلقت مل کر کراہتی ہے۔ ایسے عالم ماتم و آہ و فغاں میں ہماری قسمت ڈالی گئی ہے۔ جیسا کہ ڈاکٹر واٹس نے بیمار کی تلخ حالت بیان کی:

”ہم درد کے عالم میں ادھر ادھر کروٹیں لیتے ہیں“
 ”پر مقام بدلنے سے محض معمولی راحت پاتے ہیں“
 ”درد نہیں جاتا، فقط جگہ بدلتی ہے۔“

تُو اپنی جگہ باربا بدل سکتا ہے، مگر آزمائش تجھے ہر مقام پر گھیرے گی۔ جب تک تُو اُس نیلے فلک سے پار نہ جائے، تُو ابلیس کی تیراندازی کی زد سے باہر نہ ہوگا۔ ہر طبقہ میں بدروحیں انسان کو اذیت دیتی ہیں۔ فقیر سخت دُکھوں میں گھرا ہے، اور مالدار فریب دہ فتنوں میں۔ جو ہاتھ سے محنت کرتا ہے، شکایت کی کچھ وجہ رکھتا ہے؛ مگر جو ذہن سے مشقت کرتا ہے، وہ اور بھی گہری آزمائش کا شکار ہوتا ہے۔

اگر تُو زمین کے سبز کنارے تک بھی پرواز کرے، تو آزمائش پیچھا نہ چھوڑے گی۔ جب تک تُو اس جسم میں ہے، تجھے ہر لمحہ چوکسی برتنا ہوگی، کیونکہ آزمائشیں اور امتحان ہر اُس شخص کا مشترکہ نصیب ہیں جو زمین پر بسنا ہے۔

پس تُو جلدبازی نہ کر کہ ایک مقام آزمائش سے دوسرے کی طرف دوڑے۔ اگر خُدا نے تیرے لیے تقدیر بدلی ہو، تو اُس کی مرضی پوری ہو؛ تُو اُسے شکرگزاری یا صبر کے ساتھ قبول کر۔ مگر بے فکری اور جلدبازی سے ایک مقام سے دوسرے کی طرف نہ نکل، ایسا نہ ہو کہ لمحاتی جذبہ کے تابع ہو کر تُو ساری عمر کی راحت کھو دے۔

شاید یہ کلمات خاص اُن اشخاص پر صادق آئیں جو اس وقت یہاں موجود ہیں—میں نہیں جانتا۔ جب ہم ایسے دنیوی امور پر گفتگو کرتے ہیں، تب بھی ہمارے الفاظ اکثر اُن کے لیے مٹل وحی ثابت ہوئے ہیں جو خُدا کے گھر میں اُس کے حضور ہدایت کے طالب ہوئے۔ بہر صورت، اے عزیزو، جب دل متزلزل ہو اور جذبات تپیدہ ہوں، تو عقلمندانہ فیصلہ کرنا سہل نہیں ہوتا۔

پس خُداوند کی راہنمائی کے منتظر رہو جب تم زندگی میں کسی تبدیلی کا ارادہ کرو؛ اور اگر دونوں باتیں یکساں ہوں—یعنی وہیں ٹھہرنا یا کسی اور جگہ جانا—تو ٹھہرے رہنے کو ترجیح دو، کیونکہ انسانی فہم کے مطابق اُسی میں بھلائی ہے۔ عقل کہتی ہے کہ جس طرح پرندہ اپنے گھونسلے سے بھٹکے تو نقصان اُٹھاتا ہے، اُسی طرح انسان کے لیے بھی اپنی جگہ سے بھٹکنا بہتر نہیں۔

اب جب ہم ان الفاظ کو عمومی معنوں میں سمجھ چکے، تو اُو اب اُنہیں ایک اور رخ سے دیکھیں۔ یہ بات خُدا کی خدمت میں بھی یقینی طور پر صادق آتی ہے۔ ممکن ہے کہ خُدا نے ہمیں کسی خاص گوشہ خدمت میں رکھا ہو، اور ہم نے اُسے کسی قدر عزت سے پورا بھی کیا ہو؛ لیکن پھر ایک اور خدمت کا میدان ہمارے سامنے کھل جائے، اور ہم بچوں کی مانند جو نئے کھلونوں کی طرف مائل ہوتے ہیں، اُس کو اختیار کرنے لگیں، یہ سوچ کر کہ ہم شاید اُس میں زیادہ مفید ہوں گے، اور پچھلے کام کو چھوڑ دیں۔

لیکن اس معاملہ میں نہایت احتیاط برتنا لازم ہے، کیونکہ:

"جیسے پرندہ اپنے گھونسلے سے بھٹکتا ہے، ویسے ہی وہ انسان ہے جو اپنی جگہ سے بھٹک جائے۔"

مجھے ہمارے مرحوم بھائی، جناب وورسٹر کی ایک بات نہایت پسند آئی، جنہوں نے طویل عرصہ دروازہ پر خدمت انجام دی۔ ایک مرتبہ میں نے اُن سے پوچھا کہ کیا وہ کلیسیا میں بزرگ بن کر خدمت نہیں کر سکتے؟ تو اُنہوں نے فرمایا کہ اگر اُنہیں اس خدمت کے لیے منتخب بھی کیا جائے تو وہ انکار کریں گے، کیونکہ اُن کے الفاظ میں: "میں دربان کے طور پر اپنی خدمت بخوبی سرانجام دے سکتا ہوں، لیکن بزرگ کی حیثیت سے کیا کروں گا، یہ نہیں جانتا۔" سو اُنہوں نے اُسی خدمت سے وابستہ رہنے کا عزم کیا جس میں اُن کی خدمت مفید ٹھہری تھی۔ میری خواہش ہے کہ ہر مسیحی بھائی ایسا ہی کرے۔

ہم بعض بھائیوں کو جانتے ہیں جنہیں منبر تک پہنچنے کی ایسی شدید خواہش ہے کہ وہ واعظ کی خدمت کے سوا کسی اور خدمت کو برداشت نہیں کرتے۔ مگر منبروں پر آج کل بہت سے ایسے لوگ کھڑے ہیں جنہیں بہتر ہوتا کہ وہ وہاں نہ ہوتے۔ وہ دعائیں اجتماعات میں نہایت مفید تھے، کبھی کبھار کسی جھونپڑی کی مجلس میں مختصر کلام کرتے تو فائدہ ہوتا۔ وہ اچھے شماس بن سکتے تھے، بیماروں کی مثلاً تیمارداری کرنے والے، یا شہر کے لیے موزوں مبشر ہو سکتے تھے۔

مگر اُنہوں نے اپنے دل میں سوچا کہ اُن کی غیر معمولی صلاحیتوں سے منبر کو مزین ہونا چاہیے، اور یوں وہ منبر کی سیڑھیاں چڑھ گئے۔ نہ اپنے آرام کے لیے اور نہ کلیسیا کی بیداری کے لیے۔ اگر اُن کے اندر حکمت اور فروتنی ہوتی کہ وہ اُن سیڑھیوں سے نیچے اُتر آئیں، اور دوبارہ نہ چڑھیں، تو یہ اُن کے لیے بھلا ہوتا۔

اگر تو واقعی خدمتِ کلام کے لیے بلایا گیا ہے، تو خُداوند کے نام پر پیچھے نہ ہٹ۔ اور اگر تیرے سامنے خدمت کا نیا میدان کھلتا ہے، تو اُسے قبول کر، اپنے خُدا پر بھروسا رکھ کہ وہ تیری کمزوری میں اپنی قوت کو کامل کرے گا۔ لیکن ہمیشہ عبادت گاہوں میں سب سے اونچی نشست کے لیے نہ تڑپ—دعوت میں ہمیشہ سب سے برتر مقام کے خواہشمند نہ ہو—ایسا نہ ہو کہ جب بادشاہ آئے، تو تجھے شرمندگی کے ساتھ نیچے بیٹھنا پڑے۔

"!انتظار کر جب تک بادشاہ یہ نہ فرمائے: "اے دوست! اور اُوپر آ جا

کبھی اُوپر نہ چڑھ جب تک تجھے بادشاہ کی دوستانہ دعوت نہ ملے، اور یہ پختہ یقین نہ ہو کہ وہ بلند مقام تیرا ہے، نہ کہ تیرے اپنے انتخاب کا نتیجہ۔ یہ یاد رکھ کہ

جیسے پرندہ اپنے گھونسلے سے بھٹکتا ہے، ویسے ہی وہ انسان ہے جو اپنی جگہ سے بھٹک جائے"—اپنی جگہ سے، کلیسیا"

میں اپنی مقرر کردہ جگہ سے، خُداوند کے لشکر میں اپنے منصب سے۔

میں ایک بار پھر اس تمثیل کو اُن واعظین پر منطبق کرنا چاہوں گا جن پر یہ کلام شاید بطور ملامت نازل ہو۔ یہ ہمارے فرقہ میں ایک نہایت افسوسناک خرابی بن چکی ہے کہ خُدام کلام اپنی جگہوں کو بار بار بدلتے ہیں۔ پرانے وقتوں کے نیک واعظین ایک ہی کلیسیا میں پچاس برس تک خدمت کرتے تھے—اور لوگ اُن سے محبت کرتے اور اُنہیں تھامے رکھتے۔

وہ نقل مکانی کا کبھی خیال تک نہ لاتے تھے۔ وہ استعفیٰ کی بات ویسے ہی نہ کرتے جیسے کوئی باپ اپنی پدری خدمت سے استعفیٰ کی بات نہیں کرتا، خواہ اُس کے بیٹے اور بیٹیاں کبھی نافرمان ہی کیوں نہ ہوں۔ وہ طوفانوں کا سامنا کرتے۔ اُنہیں علم تھا کہ سمندر کے سب کنارے متلاطم ہوتے ہیں، اس لیے وہ ایک خلیج سے دوسری میں نہیں جاتے تھے جب کوئی معمولی طوفان آ جائے۔

میں یہ نہیں کہتا کہ بعض واعظین کا تبدیل ہونا بہتر نہیں—شاید اُن کا ہٹ جانا ہی زیادہ بہتر ہو۔ مگر اگر کوئی شخص محض دو سال کے عرصہ کے بعد ہی ایک مقام پر اپنی خدمت ختم کرتا ہے، تو اُسے چاہیے کہ اپنے بلاوے پر غور کرے کہ آیا وہ واقعی خُدا کی طرف سے خدمتِ کلام کے لیے مقرر ہوا تھا۔

خُدا اپنے تاجستان میں ایسے درخت نہیں لگاتا جنہیں ہر دو سال بعد اکھاڑ کر کہیں اور لگانا پڑے۔ خُدا کے درخت سراسبز ہوتے ہیں، وہ لُبنان کے دیوداروں کی مانند ہوتے ہیں جنہیں خُدا نے لگایا ہے۔ وہ برہنہ پہاڑیوں پر قائم رہ سکتے ہیں اور فانی نسلوں کو قبروں میں جاتے ہوئے دیکھ سکتے ہیں۔ اسی طرح خُدا کا بھیجا ہوا خادم کئی برسوں تک ایک ہی مقام پر قائم رہ سکتا ہے، جبکہ انسان کے مقرر کردہ خادم موس و کائی کی مانند فنا ہوتے جاتے ہیں کیونکہ اُن میں الہی زندگی نہیں ہوتی۔

مجھے یہ دیکھ کر خوشی ہوتی ہے جب کوئی مسیحی واعظ اپنی جگہ پر قائم رہتا ہے۔ ہمیں محض اس لیے رنجیدہ ہو کر اپنی خدمت ترک نہیں کرنی چاہیے کہ کسی کلیسیائی اجلاس میں معمولی اختلاف ہو گیا، یا اس لیے کہ کوئی شماس ہماری مرضی کے مطابق نرمی نہ دکھائے، یا محلہ میں اضافہ نہ ہو رہا ہو، یا جتنی تبدیلیاں ہم چاہتے ہیں اتنی تبدیلیاں رونما نہ ہو رہی ہوں۔

نہیں، اے صاحبو، اگر خُدا ہمیں حرکت دے تو ہم ضرور چلیں—مگر اگر خُدا نہ چلائے، تو ہمیں شیطان بھی حرکت نہ دے۔ کیا تم جانتے ہو کہ جب پرندہ اپنے گھونسلے سے نکلتا ہے تو کیا ہوتا ہے؟ گھونسلے میں اُس کے اپنے انڈے ہوتے ہیں، اور اُن انڈوں پر ویسے کوئی نہیں بیٹھ سکتا جیسے وہ پرندہ جو اُنہیں دے چکا ہے۔

اسی طرح ایک مسیحی واعظ کو یاد رکھنا چاہیے کہ اُس کے کچھ روحانی فرزند ہیں—نئے ایمان والے جو اُس کے کلام سے پیدا ہوئے۔

وہ اُن کی روحانی پیدائش کا وسیلہ ہوا، خُدا کے فضل سے، اور عام طور پر یوں ہوتا ہے کہ کوئی دوسرا شخص اُن نوایمانوں کی پرورش اُس خوبی سے نہیں کر سکتا، جیسے وہ جو اُن کی تبدیلی کا ذریعہ ٹھہرا ہو۔ جیسے نوزائیدہ بچوں کے لیے بہتر ہے کہ وہ اپنی ماں کے زیر سایہ پرورش پائیں، ویسے ہی نو ایمان یافتگان کے لیے یہ بڑی برکت ہے کہ وہ اپنے ہی روحانی والدین کے وسیلہ سے تقویت پائیں۔ میں برگز نہ چاہوں گا کہ میرے روحانی فرزند طویل عرصہ کے لیے کسی اور کے سپرد ہوں۔

ہمیشہ یہ اندیشہ ہوتا ہے کہ جب ماں پرندہ اپنے گھونسلے سے دُور جائے، تو اُس کے انڈے سرد پڑ جائیں اور خراب ہو جائیں، یہاں تک کہ جب وہ لوٹے تو پائے کہ اُس کی ساری محنت ضائع ہو چکی ہے۔

اسی طرح جب کوئی خادم خُدا اپنے لوگوں کو چھوڑ کر کسی اور مقام کو چلا جاتا ہے، تو اُن میں سے بہت سے جو بظاہر اچھی دوڑ دوڑ رہے تھے، پیچھے ہٹ جاتے ہیں۔ یہ نہایت افسوسناک انجام ہے—محنتِ رائیگاں کی کہانی۔

پھر، پرندہ یہ بھی جانتا ہے کہ اگرچہ اُس کا گھونسلہ بعض اوقات تکلیف دہ ہو، مگر دُنیا میں اُس کے اپنے بنائے گھونسلہ جیسا راحت بخش اور کوئی آشیانہ نہیں۔ اور مسیحی خادم کو بھی جان لینا چاہیے کہ اُس کلیسیا سے بہتر کوئی مقام نہیں، جس کے قیام میں وہ خُداوند کا وسیلہ ٹھہرا ہو۔

میں اپنے لوگوں کے درمیان بستا ہوں، "شونمی عورت نے کہا۔"

یہی میرا نصیب، میری خوشی ہے کہ میں اپنے لوگوں کے بیچ میں ہوں؛ اور اگر کوئی مجھ سے کہے:

"کیا تُو کسی چیز کا طالب ہے؟ کیا تُو چاہتا ہے کہ تیرے حق میں بادشاہ یا لشکر کے سردار سے کچھ کہا جائے؟"

تو میرا جواب یہی ہوگا:

"نہیں، آسمان کے نیچے مجھے کچھ درکار نہیں، سوا اس کے کہ میں اپنے لوگوں کے درمیان سکونت رکھوں۔"

اگر میں اُن کی بھلائی کو تلاش کر سکوں، اور خُدا کی کلیسیا کو یہاں فروغ پاتے دیکھ سکوں، تو یہی میرے لیے اس زمین پر خُدا سے سب سے بڑی دعا ہے۔

اے بھائیو، جو ہم خدمتِ کلام میں ہیں، انہیں ہم اپنی کلیسیاؤں اور خدمت کے میدانوں سے حتی الوسع وابستہ رہیں، یہ جانتے ہوئے کہ

"جیسے پرندہ اپنے گھونسلے سے بھٹکتا ہے، ویسے ہی وہ انسان ہے جو اپنی جگہ سے بھٹک جائے۔"

یہی بات ہمارے سامعین پر بھی لاگو ہوتی ہے۔ افسوس! بعض سامعین ایسے ہیں جو آوارہ مزاج ہوتے ہیں۔ اگر انہیں کسی اور خادم کلام سے روحانی برکت حاصل ہو تو ہم ان کے جانے پر اعتراض نہیں کرتے، کیونکہ جو پرندہ گھونسلے پر سب سے بہتر بیٹھتا ہے، اُسے بھی بعض اوقات خوراک کی خاطر اڑنا پڑتا ہے۔

جہاں سے تمہیں روحانی غذا ملے، وہیں سنو۔ مجھے سب سے زیادہ خوشی تب ہوگی جب مجھے معلوم ہو کہ تم جہاں بھی ہو، تمہاری روحیں خُدا کے کلام سے سیراب ہو رہی ہیں۔

اگر تمہارے محلہ میں کلیسیائے انگلستان کا خادم خوشخبری کو ہیئتسمہ دینے والے خادم سے بہتر سناتا ہے، تو ہیئتسمہ دینے والے کے پاس مت جاؤ۔ اور اگر ہیئتسمہ دینے والا یا آزاد کلیسیا کا خادم تمہیں فضل کی بجائے اختیار ارادی کی منادی کرے، تو اُن کی خادم کو تلاش کرو، اگر وہ ایمان میں زیادہ ثابت ہو، کیونکہ تمہاری روحوں کو غذا ملنا Presbyterian سنو بھی نہیں—بلکہ لازم ہے۔

جہاں تمہیں تمام سچائی کی جہتیں ملیں، اُسے ترجیح دو—بلکہ اُسے بے حد ترجیح دو۔ لیکن اگر سب کچھ نہ مل سکے، تو اُن باتوں کو اولیت دو جو تمہاری روح کی سلامتی کے لیے زیادہ ضروری ہوں۔

مگر جو بات مجھے رنج دیتی ہے، وہ یہ ہے کہ کچھ لوگ ایک کلیسیا میں شامل ہوتے ہیں، پھر چھ ماہ بعد دوسری، پھر تیسری، اور پھر چوتھی میں۔ اُن پر کوئی کائی نہیں جم سکتی—اور شاید یہی وجہ ہے کہ وہ ”گھومتے ہوئے پتھر“ کہلانے کے مستحق ہیں۔

اور پھر، اگر خادم وفات پا جائے، تو کتنے ایسے ہیں جو فوراً اڑ جاتے ہیں؛ کیونکہ جب کلیسیا کسی چھوٹے سے بحران کا سامنا کرے، تو وہ سب راہ فرار اختیار کرتے ہیں۔

!کیا خوب بہادر ملاح ہیں یہ
وہ تو تب کشتی میں سوار ہونا چاہتے ہیں جب جہاز ہلکا سا طوفان برداشت کر رہا ہو، اور خُدا کی کلیسیا کو تب چھوڑ جاتے ہیں جب اُس کو اُن کی سب سے زیادہ ضرورت ہوتی ہے۔

—!ہاں، وہ ضرور آئیں گے اور کلیسیا میں شامل ہوں گے جب کلیسیا ترقی کرے—جتنے چاہو ایسے لوگ مگر مجھے حیرت ہے کہ اگر پاسباں چلا جائے، تو کیا وہ سب وفادار ٹھہریں گے؟ ہماری لندن کی کلیسیاؤں میں بہت سے ایسے لوگ ہیں جو ”اڑنا لشکر“ بن گئے ہیں—ہمیشہ ایک جگہ سے دوسری جگہ جانے والے، ایک طرح کے ”گھسیارے مسیحی“، جن کا کوئی مستقل مسکن نہیں، نہ کوئی ٹھکانہ—اور وہ بالکل ویسے ہی معزز ہیں جیسے وہ خانہ بدوش جن سے انہیں تشبیہ دی گئی ہے۔

اب، یہ بات تم میں سے کسی پر نہ کہی جائے جو خُداوند سے محبت رکھتے ہو، اور اُس کی کلیسیا سے محبت رکھتے ہو؛ بلکہ جب تم اُس کے لوگوں سے وابستہ ہو جاؤ، تو یوں کہو:

”یہیں میں نے اپنا آرام چُنا“
جب اور آئیں اور جائیں؛
نہ اجنبی، نہ مہمان اب
”بلکہ اُس گھر کا بچہ بن کے رہوں۔“

آخر کار تُو یہ پائے گا کہ تیرا یہ آوارہ گردی کرنا تیرے لیے کچھ زیادہ بھلا نہ کرے گا، جبکہ کلیسیا سے پائدار وابستگی اور خُدا کے کام میں اپنے تمام زور کو ایمانداری سے لگانا رُوح القدس کے وسیلہ سے تیری جان کو فلاح بخشے گا۔

لیکن اب میں اپنے متن کو ایک دوسرے مفہوم میں لوں گا اور اس عام اصول کو ایک نئے رُخ سے بیان کروں گا۔

II

بعض لوگ روحانی امور میں اپنی جگہ سے بھٹک جاتے ہیں۔ :

گناہگار کے لیے "جگہ" کہاں ہے؟
گناہگار کی جگہ ہمیشہ صلیب کے قدموں میں ہے
جہاں وہ یسوع کو تکتے ہوئے جھکا رہے۔

افسوس! ہم سب میں یہ رجحان پایا جاتا ہے کہ ہم ثبوت، نشانیاں، تجربے، فضل، اور نہ جانے کیا کیا تلاش کرنے لگتے ہیں۔
ہم نے رُوح سے ابتدا کی، لیکن ایسی حماقت اور فریب میں پڑ گئے کہ گویا جسم سے کمال حاصل کرنا چاہتے ہیں۔

ہم جانتے ہیں کہ ابتدا میں ہمیں سکون صرف مسیح کے مکمل کام پر انحصار سے حاصل ہوا
مگر پھر بھی ہم اتنے دیوانے ہو گئے کہ تسلی اپنے اسی ناتواں جسم سے لینا چاہتے ہیں
جس نے پہلے ہی ہمیں بوجھ بنایا اور موت تک ہمارا عذاب ہے۔

اب، جب کوئی مسیحی اپنی جگہ سے یعنی مسیح پر سادہ ایمان سے بھٹک جاتا ہے
جب وہ اُس چٹان پر کھڑے ہونے سے ہٹتا ہے جو مسیح نے رکھی
—اُس کی بستی، اُس کے کام، اور اُس کے وعدوں پر قائم ایمان سے ہٹتا ہے
تو وہ اُس پرندے کی مانند ہو جاتا ہے جو اپنے گھونسلے سے بھٹک جائے۔

گھونسلے سے جُدا پرندہ راحت نہیں پاتا۔
فطرت کا جذبہ اُسے اُس کے انڈوں پر بٹھاتا ہے
اور وہ جانتی ہے کہ اُس کا اصل مقام وہی گھونسلہ ہے۔

اسی طرح، جب مسیحی صلیب سے دُور ہو جاتا ہے
تو اُس کے اندر پیدا ہونے والا نیا فطری میلان اُسے جتاتا ہے
کہ وہ اپنے اصلی مقام سے بھٹک چکا ہے۔

صلیب ہی مسیحی کی حقیقی آرامگاہ ہے۔

—ہم نوح کی اُس کبوتری کی مانند ہیں
جس کے پاؤں کو آرام کی جگہ کہیں نہ ملی سوا اُس کشتی کے
جو خُدا کی پناہ گاہ تھی۔

ہم دُنیا کا چپہ چپہ چھان ماریں
ہم اُن بے کراں پانیوں پر اڑیں
مگر ہمیں کہیں بھی راحت نہ ملے گی
سوا صلیب کے دامن کے۔

—میں اعتراف کرتا ہوں کہ کبھی کبھار مجھے بھی یہ افسوسناک کیفیت لاحق ہوتی ہے
—بطور ایک خادم یا واعظ، نہ کہ بطور ایک محض گناہ سے بچایا گیا گناہگار
مگر تب بھی مجھے واپس اُسی مقام پر لوٹنا پڑتا ہے
اور پرانا ہی نغمہ دہرانا پڑتا ہے:

میں کچھ بھی باتھ میں نہ لایا"
صرف تیری صلیب کو تھاما؛
ننگا آیا لباس کے لیے
"بے بس آیا تیرے فضل کے لیے۔

نہ تو دل کو راحت مل سکتی ہے
نہ رُوح القدس کی وہ خوشی و سلامتی
جب تک ہم مسیح پر اپنے سادہ، بھروسے والے ایمان سے بھٹک نہ جائیں۔

پھر بھی، کئی ایماندار بھی اپنی جگہ سے ہٹ جاتے ہیں۔
اب ایماندار کی جگہ کہاں ہے؟

ایماندار کی جگہ اُس کے خُداوند کے سینہ پر ہے
، اُس کے قدموں میں بیٹھی مریم کی مانند
یا اُس کے داہنے ہاتھ پر۔

ہم میں سے بعض کو وہ اوقات یاد ہوں گے
جب ہم یسوع مسیح کے نہایت قریب آ گئے تھے۔

ہائے! کچھ لوگ تو ایسے تھے
، جو صبح انکھ کھولتے ہی اُسے یاد کرتے
اور سارا دن اُس کی حضوری کا احساس دل میں رکھتے۔

کیسے تمہیں کاروبار کی ساعتیں دُنیا کے حوالے کرنا ناگوار لگتا تھا
، اور جب رات کو دل کا دروازہ بند کرتے
تو یسوع کو اُس کی کنجی دے دیتے۔

اوہ! اُس وقت عبادات کتنی شیریں تھیں
، کیونکہ اُن کے اندر تمہیں مسیح نظر آتا تھا
! جیسے عقیق کی کھڑکیوں یا یاقوت کے دروازوں سے جھانکتا نور

دعائیں اجتماعات اور ایمانداروں کی صحبتیں تمہیں کیوں محبوب تھیں؟
کیونکہ وہاں تم مسیح کو دیکھتے اور اُس سے بات کرتے تھے۔

لیکن اب تمہاری موجودہ حالت کیا ہے؟
شاید، اے میرے عزیز، تُو اپنی جگہ سے بھٹک چکا ہے۔

تُو اب ویسے مسیح کے قریب نہیں رہتا جیسے پہلے رہا کرتا تھا
— لہٰذا عبادات اب تسلی بخش نہیں رہیں
وہ بوجھل اور خشک معلوم ہوتی ہیں۔

، وہ خدمتیں جو پہلے تیرے لیے مغز اور چربی کی مانند تھیں
اب سوکھی ہڈیوں کی مانند ہو گئی ہیں۔

تیرا خلوت خانہ اب ترک ہو چکا ہے
تیری کتابِ مقدس ویسے نہ پڑھی جاتی جیسی پہلے۔

تُو اپنی پہلی محبت کھو چکا ہے—اور میں تجھ سے سوال کرتا ہوں، کیا تُو نے اپنا پہلا تسلیٰ دہندہ بھی نہیں کھویا؟
کیا تُو اُس پرندے کی مانند نہیں ہو گیا جو اپنے گھونسلہ سے بھٹک جائے؟
، یقین رکھ، آسمان کی اس طرف نہ کوئی کامل خوشی ہے، نہ فرشتگانہ وجد، نہ پاکیزہ سلامتی
سوا اس کے کہ ہم صلیب کے سایہ میں بسیں، اور یسوع کے زخموں میں پناہ لیں۔

!ہائے! ہم کتنے نادان ہو گئے ہیں
پرندہ اپنا گھونسلہ نہیں بھولتا، مگر ہم اپنے خُداوند کو بھول جاتے ہیں۔
ہمیں داؤد کے ساتھ کہنا چاہیے:
"اے میری جان! تُو اپنی آرمگاہ کی طرف لوٹ چل، کیونکہ خُداوند نے تجھ پر احسان کیا ہے"

ہمیں اس شب کو یہ پکار اٹھنا چاہیے
، لوٹ آ، اے آسمانی کیبوتری، لوٹ آ"
اے راحت کی شیریں پیامبرہ؛
، میں اُن گناہوں سے نفرت کرتا ہوں
"!جنہوں نے تجھے رنجیدہ کیا اور میرے سینہ سے جُدا کیا

!ہم اپنی جگہ سے ہٹک چکے ہیں—دیکھ
کیونکہ ہماری جگہ تو یسوع کے قدموں میں ہے، مریم کی مانند؛
یا اُس کی چھاتی سے لگی ہوئی، یوحنا کی مانند؛
یا غزل الغزلات میں دلہن کی مانند اُس کے لبوں کے قریب
:یہ کہتے ہوئے
"وہ مجھے اپنے منہ کے بوسے دے۔"

—مگر ہم ادھر ادھر ہٹکتے پھرتے ہیں
اور اُس پرندہ کی مانند ہو گئے ہیں
جو اپنے گھونسلہ سے نکل جائے۔

اور کیا یہ ہٹکنا چوکسی کے فقدان کی علامت نہیں؟
کیا میں اُس ایماندار کو یاد نہیں کرتا
جو کبھی اپنی راہوں سے اتنا محتاط تھا
کہ بغیر دُعا کے ایک قدم نہ اٹھاتا تھا
:یہ کہتا ہوا
"اے خُداوند! تُو ہی میرے ہونٹوں کو کھول"

،مگر اب وہ سمجھتا ہے کہ وہ قائم ہے
اور خود پر غیرت کی نگرانی چھوڑ بیٹھا ہے۔
شاید اُسے یہ گمان ہے کہ اُس کا تجربہ اُسے اتنا دانا بنا چکا ہے
،کہ وہ دوبارہ انہی خطاؤں میں نہ پڑے گا
—سو وہ جسمانی اعتماد میں آ کر چوکسی چھوڑ بیٹھتا ہے
،نہ اب وہ نگہبانی کے برج پر کھڑا ہوتا ہے
نہ دن رات اپنی جان کی نگہبانی کرتا ہے۔

کیا تُو جانتا ہے کہ بعض اوقات
اگر پرندہ اپنا گھونسلہ چھوڑ دے تو کیا ہوتا ہے؟
،کوک کُوک آتا ہے اور اُس میں اپنا انڈا چھوڑ جاتا ہے
اور جب پرندہ واپس آتا ہے تو اُسے
اپنے دشمن کو سینا پڑتا ہے۔

،اور کئی بار
،جب ہم غافل ہو جاتے ہیں
،اور دشمن کو ہم پر غلبہ حاصل کرنے دیتے ہیں
تو شیطان آ کر ہمارے دل میں
،کوئی گندی آزمائش ڈال دیتا ہے
—جسے ہمارا دل سینچنے لگتا ہے
اور جو ہمیں عمر بھر رنج دیتی ہے۔

،یقیناً، جب کبھی ہم چوکسی میں غافل ہوں گے
تو وہ ہماری ضرررسانی کے لیے ہو گا۔
ہم سونے لگیں گے
مگر شیطان کبھی نہیں سوتا۔

کبھی کسی نے اُسے اوانگہتے نہیں دیکھا۔
،ایمانداروں میں سُستی ہو سکتی ہے
مگر اُن کے دشمن میں نہیں۔

وہ ہمیشہ جاگتا ہے،
گرجنے والے شیر کی مانند، پھرتا ہے "
ڈھونڈتا ہے کہ کسے نگل جائے۔

ایس، اے مسیحی
اپنا گھونسلہ مت چھوڑ
کیونکہ تُو نہیں جانتا کہ تیرے دور ہونے سے
کون سی نیک چیزیں ضائع ہو جائیں گی
یا کون سی بُری چیزیں تیرے دل میں ڈال دی جائیں گی۔

کچھ مسیحی تو اور بھی دُکھ بھری روش پر بھٹک جاتے ہیں
ایسے کہ وہ پاکیزگی سے ہی بھٹک جاتے ہیں۔

ہائے بدنصیب وہ کلیسیا
!جس میں ایسے بے ثمر ایمان کے دعوے دار کثرت سے پائے جاتے ہیں
!افسوس
یہ دنیا میں عام ہو چکا ہے۔

وہ "کچھ وقت کے لیے تو اچھی دوڑ دوڑے
"پھر کیا چیز انہیں حق کی پیروی سے روک لائی؟

ان کے اندر حقیقت کی جڑ گہری نہ تھی
،کیونکہ انہوں نے کچھ وقت کے لیے ہی پھل لایا
پھر وہ سوکھ گئے۔

آہ! اگر یہاں کوئی سچا مسیحی ہو
،جو برگشتہ ہو گیا ہو اور دُنیا میں جا پڑا ہو
تو وہ اپنے گناہ میں کبھی خوش نہ رہ سکے گا۔

کوئی ریاکار، جو محض نام کا ایماندار ہو
،شاید واپس جا کر چین سے جی لے
مگر سچا ایماندار کبھی نہیں۔

اگر تُو مجھے کہے کہ تُو گناہ میں خوش ہے
:تو میں تجھ سے کہوں گا
"اُو گناہ میں مردہ ہے"
،کیونکہ جو گناہ کو اوڑھے
وہ شرم کو اُتار چکا ہے۔

—تُو اپنے اصل مزاج میں ہے
،جیسے مچھلی پانی میں خوش رہتی ہے
کیونکہ وہ اُسی کے موافق ہے؛
،ویسے ہی تُو بھی اگر گناہ میں راحت پا رہا ہے
تو تُو کبھی زندہ نہ تھا۔

—پرندہ سمندر کی گہرائی میں خوش نہیں رہ سکتا
وہ ڈوب جائے گا جب تک اُسے جلد نکالا نہ جائے؛
—اسی طرح خُدا کا مقدس گناہ کی گہرائی میں خوش نہیں رہ سکتا
وہ جلد ہلاک ہو گا جب تک اُسے نکالا نہ جائے۔

اگر وہ کمزوری کے سبب گر پڑے
یا اچانک آزمائش کے سبب گناہ میں جا پڑے
تو وہ ربائی کے لیے تڑپتا ہے
اور خُدا سے فریاد کرتا ہے
جب تک کہ ٹوٹی ہوئی ہڈیاں
پھر سے خوشی کے نغمے نہ چھیڑیں۔

اگر تُو پاکیزگی سے بھٹک جائے
تو تُو اپنی جگہ سے ہی بھٹک گیا۔

میں نے بعض لوگوں کو جانا ہے جو محض مصیبت سے بچنے کے لیے گناہ کی راہ پر چل پڑے۔
—مثلاً ایک مسیحی شخص نے دیوالیہ پن سے بچنے کے لیے اپنا دکان بروز اتوار کھولا رکھا
مگر اُس پر ایسی آفتیں ٹوٹ پڑیں
جو اُس کی سوچ سے دس گنا بڑھ کر تھیں
یعنی وہی آلام جن سے وہ بچنا چاہتا تھا
اُسی راہ میں اُس پر ٹوٹ پڑے۔

ہم نے اُن لوگوں کی بابت بھی سنا ہے
جنہوں نے صرف ایک بار اپنی باطن کی آواز کو دبایا۔
محض ناامیدی میں
اُنہوں نے اپنی آنکھیں بند کیں
اور وہ کڑوی گولی نگل لی۔
یہ فیصلہ پانچ منٹ سے بھی کم میں ہو گیا۔

اُن کے دوستوں نے کہا، "یہ دانائی ہے"؛
اور بُرے مشیروں نے کہا، "یہ تو ضروری تھا"۔
یوں اُنہوں نے کسی سخت مقام سے نکلنے کی کوشش کی۔

مگر اس کا نتیجہ یہ ہوا
کہ تاحیات اُن کے ضمیر کا کیڑا اُن کی رُوح کو کھاتا رہا۔
اُنہوں نے خود ہی وہ کوڑا بنایا
جس سے خُدا نے اُنہیں مارا۔

پس، خبردار رہو کہ تُو پاکیزگی سے نہ بھٹک جائے
ایسا نہ ہو کہ تُو اُس پرندے کی مانند ہو جائے
جو اپنے گھونسلہ سے بھٹک گئی ہو۔

اوہ! کیسا مبارک ہو گا اگر تُو اور میں
—خُدا کے زور اور فضل سے محفوظ رکھے جائیں
صرف مسیح پر بھروسہ کرنے میں
ہمیشہ اُس کی ذات سے شراکت رکھنے میں
،آزمائش کی یلغار کے خلاف چوکسی میں
،اور پاکیزگی میں ثابت قدم رہنے میں
!یہاں تک کہ انجام تک

کیونکہ اگر یہ نہ ہو
تو ہمارے لیے کوئی تسلی نہیں۔

وہ ترغیبات جو ہم میں سے ہر ایک کو—جو حقیقی مسیحی ہے—اپنے گھونسلے سے وابستہ رہنے پر آمادہ کریں۔ :

اے عزیزو! غور کرو اُس خوشی پر جو تم نے اور میں نے اُس وقت پائی، جب ہم نے مسیح کے قریب ہو کر اُس سے چمٹے رہے۔

کہاں مل سکتی ہے وہ مٹھاس جو ہم نے یسوع کی محبت میں پائی؟
کیا کوئی آدمی لبنان کی ٹھنڈی اور رواں نہروں کو چھوڑ کر کسی دھندلے اور گدلے نالے سے پانی پئے گا؟
کیا کوئی شخص اُبلتے چشمہ کو چھوڑ کر خود کے لیے ٹوٹا ہوا حوض تلاش کرے گا؟
!ہرگز نہیں—ایسا نہ ہو

ہم جو فرشتگان کی خوراک سے سیراب ہوئے ہیں،
سوڑ کے چرے پر کیسے قناعت کر سکتے ہیں؟
:اؤ، روڈ فرڈ کے ساتھ ہم بھی کہیں
،جب سے میں نے آسمان کی گپہوں کی روٹی کھائی ہے"
،زمین کی بھوسی بھری سوکھی روٹی میرے منہ کو پھیکی لگتی ہے
جس میں کنکر اور پتھر بھرے ہیں۔
،اب میں اس دنیا کی خوشیوں میں مٹھاس نہیں پاتا
!"کیونکہ میں نے آسمانی لذات کا مزہ چکھا ہے، جو زمین کی ہر نعمت سے اعلیٰ و افضل ہیں

،پس، وہ خوشی جو ہم نے مسیح میں پائی
ہمیں اُسی سے لپٹے رہنے پر مجبور کرے۔

،پھر سوچو اُن غموں کو جو ہمیں اُس وقت لاحق ہوئے
جب کبھی ہم بھٹکے۔
—تم اور میں ہر گشتہ وقتوں سے گزرے ہیں
اؤ اس کا افسوسناک اقرار کریں۔
!لیکن وہ ایام کیسے رنج کے ایام تھے

ہم نے اپنے خُداوند سے دُور جا کر کیا پایا؟
!ٹوٹی ہڈیاں اور دل کا درد سوا کچھ نہیں

،جس آگ نے ہمیں جلا ڈالا
ہم کیوں نہ اُس سے ڈریں؟
اور جب نگرانوں نے ہمارا گھونگھٹ نوچ ڈالا
،اور ہمیں مارتے رہے
تو کیوں نہ ہم اپنے محبوب سے ہمیشہ کے لیے لپٹے رہیں؟

کیا اُس نے ہمیں کبھی ایسا سبب دیا کہ ہم اُس سے ناراض ہو کر چلے جائیں؟
کیا وہ ہم پر بے وفا رہا؟
،کیا اُس نے ہم سے نہ پوچھا
"کیا میں تیرے لیے بیابان بن گیا ہوں؟"
کس بات میں اُس نے ہمیں اُزدہ کیا؟

کیا اُس نے کبھی اپنے قہر میں ہمیں مارا؟
کیا اُس نے ہماری حماقتوں پر سختی کی؟
!ہرگز نہیں
کبھی کوئی دوست اپنے دوست کے ساتھ اتنا وفادار نہ رہا
جتنا مسیح ہم سے وفادار رہا۔

،اور جب ہم کبھی کسی بہتر منجی کو نہیں پا سکتے
!تو اؤ، ہم اُسی سے ہمیشہ لپٹے رہیں

کیا تم یہ خیال کر سکتے ہو کہ اُنندہ کے ایام تاریک ہیں؟
نہیں، بلکہ جب ہم اُنندہ کی اُس خوشی پر غور کریں
، جو ہم کو ملنے والی ہے
تو ہمیں اور بھی قوی تر سبب ملتا ہے
کہ ہم اپنے نجات دہندہ سے چمٹے رہیں۔

آج شاید ہمیں اُس کے ساتھ اُس وقت چلنا پڑے
، جب برف ہمارے چہروں پر پڑتی ہے
مگر آہ! وہ دن کیسا حسین ہو گا
!جب ہم اُس کے ساتھ دھوپ میں چلیں گے

، آج شاید اُس کے ساتھ قدم ملا کر چلنا مشکل ہو
، ہمارا دل بے حال ہو
، اور ہمارا جسم و جان کمزور ہو
جب ہم کیچڑ اور گندگی میں اُس کے ساتھ چل رہے ہوں؛
مگر اُس روز کا کیا کہنا
جب ہم نقرئی جوتوں میں
!آسمانی شہر کی سونے کی گلیوں پر چلیں گے

آج اُس کے ساتھ ذلت میں کھڑا ہونا
، ہماری فطری طبیعت کو میٹھا نہیں لگتا
مگر اُس روز کا سوچو
جب فرشتے آسمان کو تعریف سے گونجائیں گے
!اور سب مقدسین اپنے تاج اُس کے قدموں میں ڈالیں گے

اُس کے ڈکھوں میں شریک ہونا
، شاید ہمارے لیے سخت ہو
مگر اُس کی فتح میں شریک ہونا
!کیسا پُر جلال ہو گا

، اگر ہمیں اُس کے تاج میں شریک ہونا ہے
تو اُس کے صلیب کو بھی اُٹھانا ہو گا۔
پس، اُوہ ہم اُس کے صلیب کو گلے لگائیں
جیسا کہ ہم اُس کے تاج کو چاہتے ہیں۔

، مگر یاد رکھو
—اُس کا صلیب مُر سے تر ہے
اور جو اُسے اُٹھاتے ہیں
وہ اُسے اتنی خوشبودار پائیں گے
، کہ وہ صلیب سے بھی محبت کریں گے
کیونکہ مسیح نے اُسے چھوا ہے۔

پس، اُس گھونسلے سے ہم کبھی نہ بھٹکیں
جہاں "خُدا کی قوم کے لیے ایک آرام باقی ہے"۔

کیا ہم اِس آشیانہ سے بھٹک سکتے ہیں؟—میں نہیں سمجھتا، اگر مسیح کی محبت ہمیں مشتعل کرے، اور ہماری محبت مسیح کے
لیے ہمیں سنبھالے۔

کیا ہم اُس سے بھٹکیں گے، جس نے ہمارے لیے جان دی تاکہ ہم کبھی ہلاک نہ ہوں؟
جو ہمارے لیے زندہ ہے، تاکہ ہم ابد تک زندہ رہیں؟
!کیسی شرمناک ناشکری ہے ہماری، کہ ہم اُس سے اور بھی زیادہ چمٹ کر نہ رہیں
کیا ہم اُس کو چھوڑ سکتے ہیں؟

اے مسیحیو!

—وہی ہے جس نے تمہارے اندھیرے کو اپنی روشنی سے منور کیا
کیا تم اُس کے چمکتے چہرہ سے منہ موڑو گے؟

اُس نے تمہیں ترس کی نگاہ سے دیکھا
—جب تم اپنے خون میں لت پت پڑے تھے
رد کیے گئے، تنہا اور بے یار و مددگار۔
”اُب اُس نے فرمایا: “زندہ رہ
کیا اب تم اُسے چھوڑ دو گے؟

وہ تمہارے پاس سے گزرا، اُس نے تم پر نظر کی
اُس نے اپنا گرتا تم پر پھیلا دیا
اُس نے تمہاری ننگی پنہانی کو ڈھانپ دیا
اُس نے تم سے قسم کھائی
—اُس نے تمہارے ساتھ عہد باندھا
کیا اب تم بے وفائی کرو گے؟

اُس نے تمہیں مول لے کر چھڑایا
اپنی رگوں کو کھولا
تاکہ اپنے بیش بہا خون کی ارغوانی بوندیں بہائے
—جو تمہارے فدیہ کی قیمت تھی
اور تم اُس سے منہ موڑو گے؟

”جب وہ آدمیوں کی طرف سے “رد کیا گیا اور حقیر جانا گیا
تو کیا تم اُس سے نظریں چھپاؤ گے؟
اور جب وہ تمہارے واسطے اب بھی شفاعت کرتا ہے
تو کیا تم اُس کے لیے شفاعت کرنا چھوڑ دو گے؟

اب جبکہ اُس کے رتھ اُس کے جلالی ظہور ثانی کے لیے جلدی کر رہے ہیں
کیا تم اُس وقت اُس سے منہ موڑو گے
جب اُس کی بادشاہی بالکل نزدیک ہے؟

کیا بیوی اُسے چھوڑ دے گی
جو اُسے نہایت نرمی سے چاہتا ہے؟
کیا بچہ اپنے والدین کو نظر انداز کرے گا
جن کے سائے تلے اُس کی ہر ضرورت پوری ہوتی ہے؟

کیا بدن کے اعضا اپنے سر سے نفرت کریں گے؟
نہیں، بلکہ ان میں سے کوئی چیز بھی
اتنی غیر فطری نہ ہوگی
جتنی ایک مسیحی کا آوارہ بن جانا
اور اپنے نجات دہندہ کو چھوڑ دینا۔

آہ! ہاں،

یہ کتنی پی ظالمانہ اور حیوانی بات کیوں نہ ہو
میں اور تم یہ اور بھی کچھ زیادہ کر گزرتے
اگر فضل ہمیں نہ روکتا۔

وہ محبت جس نے ہمیں مسیح کے ساتھ ایک کر دیا
وہی ہمیں اُس سے وابستہ رکھے
ورنہ ہم کبھی بھی ثابت قدم نہ رہیں گے۔

پس، یہ تمہاری مسلسل دُعا ہو
”تو مجھے تھامے رکھ، تب میں محفوظ رہوں گا۔“
یہی تمہارے دل کی پکار ہو
”!ہماری سنگت میں رہ“

کیونکہ اگر وہ ہمارے ساتھ نہ رہے
اور ہمارے دل کو اپنا آشیانہ نہ بنائے
—تو ہم اُس کے ساتھ قائم نہ رہ سکیں گے
بلکہ اُس چڑیا کی مانند ہو جائیں گے
جو اپنے گھونسلے سے بھٹک گئی ہو۔

شاید میں کسی ایسی آوارہ چڑیا سے ہمکلام ہوں
جو اپنے گھونسلے سے بھٹک گئی ہے۔
تو ایک اجنبی ہے
اور یہاں اتفاقاً آ نکلا ہے۔
—تجھے یاد ہے وہ گھونسلہ
کسی مبارک گھرانے کا گول دائرہ
جہاں دُعا کی جاتی تھی۔

تجھے یاد ہے وہ چھوٹا گرجا
جہاں تو اپنے عزیزوں کے ساتھ خُدا کی عبادت کرتا تھا۔
مگر تُو بھٹک گیا۔
تُو نے اپنے دوست کھو دیے۔
—تُو دُنیا میں نکل گیا
تُو گناہ گار ہے۔
تجھے اس کا احساس ہے
اور تُو بمشکل اپنے بچپن کے گھر کا سامنا کر سکتا ہے۔
تُو پرانی جگہوں کو چھوڑ آیا ہے
کیونکہ شرمندہ ہے۔

—تُو اپنے گھونسلے سے بھٹک گیا ہے
اور کیا تُو ہمیشہ یونہی بھٹکتا رہے گا؟
کیا تُو ہمیشہ اُس پرندے کی مانند رہے گا
جس کا کوئی ٹھکانہ نہیں؟

”لومڑیوں کے بھٹ بوتے ہیں، اور آسمان کے پرندوں کے گھونسلے“
”پر ابن آدم کے پاس سر رکھنے کو بھی جگہ نہیں۔“
کیا تُو کبھی سر رکھنے کو جگہ نہ پائے گا؟

کیا تُو اُس ناپاک روح کی مانند ہے
جو بیابانوں میں آوارہ پھرتی ہے
راحت ڈھونڈتی ہے مگر پاتی نہیں؟
کیا تُو ایسا مسافر ہے
—جس کا کوئی مستقل شہر نہیں
وہ شہر جس کی بنیاد خُدا نے رکھی؟

کیا تُو اُس بھٹکی ہوئی کشتی کی مانند ہے
جس کا ملاح فقط داستانوں میں ذکر کرتا ہے
جو سمندر پار تو نظر آتی ہے
پر کبھی بندرگاہ نہیں پاتی؟

انہیں، اے دوست
 ایسا اپنے ساتھ نہ سمجھ
 اگرچہ ابلیس نے تجھ سے کہہ دیا ہو
 کہ کوئی اُمید باقی نہیں
 اگرچہ اُس نے تجھے مایوسی کی انتہا تک پہنچایا ہو
 اور یقین دلا دیا ہو
 کہ تُو خُدا اور آدمی دونوں سے رَد کر دیا گیا ہے
 ،تو بھی ایسا نہیں
 تو بھی ایسا نہیں۔

ازلی باپ، جو عرشِ اعلیٰ سے جھک کر دیکھتا ہے
 ،آج ان ہی لبوں کے ذریعے تجھ سے ہمکلام ہے
 :اور کہتا ہے
 ”لوٹ آ، لوٹ آ، لوٹ آ“

یہی وہ ہے
 :جو تجھ سے کہلاتا ہے
 ”میں اُٹھ کر اپنے باپ کے پاس جاؤں گا۔“

وہ تجھ سے آ ملتا ہے
 ،تجھ سے لپٹ جاتا ہے
 ،صلح کا بوسہ دیتا ہے
 :اور آج فرشتگانِ رحمت سے فرماتا ہے
 ،اُس کے چیتھڑے اُتار دو“
 بہترین رداء لے آؤ اور اُس پر پہنا دو؛
 اُس کے ہاتھ میں انگوٹھی ڈالو
 اور پاؤں میں جوتی پہناؤ۔
 ،ہم کھائیں، پئیں اور خوشی منائیں
 ،کیونکہ جو مر گیا تھا وہ زندہ ہو گیا ہے
 ”!اور جو کھو گیا تھا وہ مل گیا ہے“

—وہ پرندہ واپس آ گیا ہے
 اپنے گھونسلے میں۔
 اور جیسے ماں چڑیا خوش ہوتی ہے
 جب وہ بچہ جسے وہ گرا ہوا یا کسی شکاری کا شکار سمجھتی تھی
 ،واپس آتا ہے
 اور وہ اُسے اپنے پروں کے نیچے لے لیتی ہے
 —اور اُسے اپنی گرم چھاتی سے لگا لیتی ہے
 ویسے ہی ازلی باپ خوش ہوتا ہے۔

،بلکہ
 —کہو کہ اُس کی خوشی آور بھی ہے پایاں ہے
 کیونکہ جب کوئی بھٹکا ہوا
 واپس آتا ہے
 ،اور اُس کی محبت میں آرام پاتا ہے
 تو وہ آسمانی باپ ہے حدِ خوشی مناتا ہے۔

خُداوند یسوع مسیح پر ایمان لاؤ۔
 —باپ کے اُس فضل پر توکل کرو، جو نجات دہندہ کے زخموں میں ظاہر ہوا ہے
 ،اور تمہیں ایک ابدی اُشیانہ ملے گا
 ،جس سے تم ہرگز نہ بھٹکو گے

حتیٰ کہ آسمان پر اپنا آشیانہ بناؤ گے۔
آمین۔

تفسیر از سی۔ ایچ۔ سپرجن
لوقا 23: 13 تا 28

آیات 13 تا 15

پھر پپلاطس نے سردار کابنوں، حاکموں اور لوگوں کو اکٹھا کر کے اُن سے کہا
”تم اس شخص کو میرے پاس اس طور پر لائے ہو، گویا یہ لوگوں کو گمراہ کرتا ہے۔“
اور دیکھو، میں نے تمہارے سامنے اسے جانچا
اور میں نے اس میں کوئی قصور نہ پایا اُن باتوں میں، جن کا تم اس پر الزام لگاتے ہو۔
نہ ہی پیرو دیس نے
کیونکہ میں نے تمہیں اُس کے پاس بھیجا
”اور دیکھو، اُس نے بھی ایسا کوئی کام نہ پایا جو موت کے لائق ہو۔“

وہ قاضی جو اُس پر مہربان نہ تھے
پھر بھی، اگرچہ اس کے مخالفین دیوانہ وار اُس پر چلاتے تھے
کوئی الزام ایسا نہ تھا
جو ان دونوں عدالتوں میں ایک لمحے کے لیے بھی قائم رہ سکتا۔
مسیح پاک اور بے ضرر تھا
اور اسی لیے اُس کے دشمن کچھ نہ کہہ سکے۔

آیات 16 تا 23

”پس میں اُسے کوڑے لگوا کر چھوڑ دوں گا۔“
(کیونکہ رسم تھی کہ عید پر انہیں ایک قیدی چھوڑنا پڑتا تھا۔)

تب اُنہوں نے سب کے سب ایک ساتھ چلا کر کہا
”اسے دور کرو“
”اور ہمارے لیے برابا کو چھوڑ دے“
(جو کہ شہر میں بغاوت اور قتل کے سبب قید میں ڈالا گیا تھا۔)

پپلاطس نے
چاہتے ہوئے کہ یسوع کو رہا کرے
پھر اُن سے بات کی۔
مگر وہ چلا کر کہنے لگے
”اُسے مصلوب کر، اُسے مصلوب کر“

پپلاطس نے تیسری بار اُن سے کہا
”کیوں؟ اُس نے کیا بُرائی کی ہے؟“
میں نے اُس میں کوئی ایسی بات نہ پائی جو موت کے لائق ہو۔
”پس میں اُسے کوڑے لگوا کر چھوڑ دوں گا۔“

لیکن وہ اور بھی زور سے چیخنے لگے
اور بڑی آواز سے اُس کے مصلوب کیے جانے کا تقاضا کرنے لگے۔

خُدا کے خلاف انسان کی دشمنی کبھی اس سے زیادہ واضح نہ ہوئی
جتنا اُس وقت جب خُدا
جسم میں ظاہر ہو کر
رحمت کے کام پر آیا
اور پھر بھی
انسان کی بے رحم آوازوں سے

شکار کیا گیا
 ”اُسے مصلوب کر، اُسے مصلوب کر“
 اگر انسان کر سکتا تو خدا کا قتل کر ڈالتا۔
 جیسا کہ مزمور میں لکھا ہے:
 ”احمق نے اپنے دل میں کہا: ’کوئی خدا نہیں۔‘“
 —خدا سے نجات پانا
 —یہی انسان کے دل کی دشمنی ہے
 اور اگر وہ کر سکے، تو یہی کرے گا۔

آیات 23 تا 26

اور اُن کی اور سردار کابنوں کی آوازیں غالب آئیں۔
 اور پیلاطس نے فیصلہ دیا کہ جو وہ چاہتے ہیں وہی ہو۔
 اور اُس نے اُن کے واسطے اُسے چھوڑ دیا
 —جو بغاوت اور قتل کے سبب قید میں ڈالا گیا تھا
 —جسے وہ چاہتے تھے
 لیکن یسوع کو اُن کے حوالے کر دیا۔

،اور جب وہ اُسے لے جا رہے تھے
 ،تو انہوں نے ایک شخص کو پکڑا
 ،شمعون نام، جو قبروان سے آ رہا تھا
 ،اور اُس پر صلیب ڈالی
 تاکہ وہ اُسے یسوع کے پیچھے اٹھا لے۔

یہ اُن تمام مسیحیوں کی سچی تصویر ہے
 ،جو مسیح کی صلیب اٹھانے کی امید رکھتے ہیں
 اور جو خوش اور مبارک ہیں
 کہ وہ اُسے اپنے یسوع کے پیچھے اٹھائیں۔

آیات 27 تا 28

،اور بہت بڑی جماعت اُس کے پیچھے ہو لی
 ،اور عورتیں بھی
 جو اُس پر ماتم اور نوحہ کرتی تھیں۔
 ،لیکن یسوع اُن کی طرف مڑ کر بولا
 ،اے یروشلم کی بیٹیو“
 ،میرے لیے نہ روؤ
 ”بلکہ اپنے لیے اور اپنے بچوں کے لیے روؤ۔“

—اُس کے دل میں یروشلم کے محاصرے کا منظر تھا
 لہذا، اُس نے رحم کے ساتھ
 اُن سے کہا کہ وہ اپنے آنسو
 اُس آنے والے عذاب کے لیے بچا رکھیں۔